OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

حقوق کی درجہ بندی اور اسلامی قانون میں ان کی منتقلی

The Catergories of Rights and their transfer in Islamic Law

ڈاکٹر سمعیہ مقبول نیازی

ڈاکٹر سمعیہ مقبول نیازی، اسسٹنٹ پروفیسر (قانون)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد- پاکستان

Abstract

Intellectual Property Rights have never been as critical for economic development and growth as they are today. "These rights confer a bundle of exclusive rights in relation to the particular form or manner in which ideas are expressed or manifested, and not in relation to the ideas or concepts themselves. Thus, IP denotes the specific legal rights which authors and other IP holders may hold and exercise and not the intellectual property itself. In the corporate world, almost every development revolves around Intellectual property and the value associated with it. The Muslim world is lagging behind in the theoretical conviction about the legality or illegality of these rights and is, thus, failing to contribute to the growing developments in the field and their corresponding underlying concepts. This is leading to a lack of participation in a field that is rapidly assuming the position of the most prized possession of human beings.

Key Words: Haqq, hudūd, zakāt, kaffārāt, Huqūq mujarradah.

تمہید

دانشورانہ ملکیت کے حقوق(Intellectual Property rights) ایک نظام کے گرد گھومتے ہیں یہ اس وجہ سے ضروری ہے کہ جائیداد سے متعلق حقوق کی اقسام پر بحث کی بجائے اور جائیداد کی اس قسم کے متعلق اسلامی قانون کی طرف سے اپنائے گئے موقف کو سمجھنے کیلئے تجزیہ کیا جائے۔ اس مقالے میں، ہم اس طرح کی املاک کے ساتھ منسلک حقوق کی اقسام پر بحث کریں گے اور کیا حقوق کی خالص دوسری اقسام کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔

ان حقوق کی نوعیت پر بحث کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ بہت سارے علماء جنہوں نے اسلام میں دانشورانہ ملکیت کے حقوق کی درستگی کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے حقوق کی بحث پر، ان کے تجزیے میں اس پر انحصار کیا ہے۔ انہوں نے واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں خالص حقوق کی بعض اقسام ہیں کہ وہ دعووں کا موضوع ہیں اگرچہ ان کی مکمل طور

پر املاک کے طور پر درجہ بندی نہیں کی گئی۔ایسی بحوث سے، علماء نے اصول اخذ کرنے کی کوشش کی ہے جن کو ان کی فروخت اور ملکیت کے سلسلے میں املاک دانش کا جواز پیش کرنے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ خاص طور پر جسٹس تقی عثمانی جیسے علماء کیلئے درست ہے۔[1]

اسلامی قانون میں حقوق کی درجہ بندی کی بہت ساری تعداد ہیں۔ حقوق کو مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ایک مخصوص مقصد کے مطابق درجہ بندی کی جاتی ہے۔ مذکورہ تمام درجہ بندیاں اس بحث سے متعلق نہیں ہیں۔ لیکن درجہ بندیوں کے ایک مختصر جائزہ کی درجہ بندی کریں گے جن کی ہمیں مناسب تناظر میں ضرورت ہے۔

مختلف درجہ بندیوں کا مجموعی جائزہ

لفظ "رائٹ" کیلئے استعمال کی گئی اصطلاح حق ہے۔اس کے لغوی معنی میں لفظ حق اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اس کی صفات میں سے ایک ہے۔ لغوی طور پر، یہ ایک لفظی اسم ہے اور لفظ باطل کے مقابل سمجھا جاتا ہے۔ لغوی معنی میں دعوی، ذمہ داری، یقینی اور حقیقی جائیداد سے متعلق اور اس کے حق المرور شامل ہیں۔[2] اصطلاحی طور پر، یہ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پہلا، فیصلہ جو حقائق کے مطابق ہو، اور اس مطلب میں یہ باطل کے برعکس ہے۔ دوسرا، یہ ایک ذمہ داری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، وہ مقرر ہے کہ وہ حق ہے۔ اس لحاظ سے، یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی دو اقسام ہیں: اللہ کا حق اور انفرادی حق۔ اللہ کا حق، عام فائدے سے متعلق ہے جو مخصوص نہیں ہے، اور اس میں صلح کا کوئی امکان نہیں ہے جیسا کہ حدود، زکوۃ، کفارات، اور اس طرح کے معاملات میں،[3] بعض اوقات حق اور حکم کے الفاظ مترادفات کے طور پر لئے جاتے ہیں، لیکن حقیقت میں حق حکم کا قانونی اثر ہے۔[4] فقہاء کرام حق کی اس طرح تعریف کرتے ہیں "ایسی چیز جس کا ایک شخص حقدار ہے۔"[5]

فقہاء کے مطابق اصطلاح حق کے مختلف معانی

فقہاء اصطلاح حق یا رائٹ کو مختلف معانی میں استعمال کرتے ہیں۔ان میں سے کچھ معانی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. اصطلاح کا اطلاق جس کا مطلب حقوق جو مالی دعووں کے ساتھ ساتھ غیر مالی دعووں سے متعلق ہیں۔
۲. قانونی اثرات یا ذمہ داریاں جو معاہدوں سے نکلتی ہیں۔ یہ قیمت کا استحقاق یا اجناس کی ترسیل جیسے ہیں۔
۳. خزانے سے فقہاء، قاضیوں اور دیگر حکام کو دیئے گئے وظائف۔
۴. حق المرور اور حق الارتفاق زمینی جائیداد سے متعلق۔ یہ راستے کا حق، پینے کے پانی کا حق اور آبپاشی کیلئے پانی جیسے ہیں۔
۵. اصل حقوق (حقوق مجردہ)۔ یہ جائیداد حاصل کرنے کا حق، خریدار اور بیچنے والے کیلئے دستیاب اختیار، شوہر کی طرف سے موجود طلاق کا حق جیسے ہیں۔

عام خیال یہ ہے کہ حق وہاں موجود ہوتا ہے جہاں شریعت حق دیتی ہے۔ جہاں شریعت کوئی حق عطا نہیں کرتی وہاں کوئی حق نہیں ہے۔

حق کے اجزاء

فقہاء کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ ہر حق کیلئے تین اجزاء ہیں

۱. حق کا مالک۔ افراد کے حقوق کے معاملے میں وہ شخص ہے جس کیلئے حق مقرر کیا گیا ہے۔

۲. وہ شخص جس کی ذمہ داری ہے یا جس سے حق طلب کیا جاتا ہے۔

۳. حق والی چیز خواہ یہ دولت یا کوئی اور ذمہ داری ہے۔ مذکورہ چیز کیلئے یہ شرط مقرر کی جاتی ہے کہ شریعت کے مطابق حلال ہو۔

مختلف درجہ بندیاں

حقوق مختلف درجہ بندیوں کا موضوع ہیں جن کی بنیاد پر رائے قائم کی جاتی ہے۔ ان درجہ بندیوں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱. حق کے نقطہ نظر کے پابند یا جائز ہونے کے لحاظ سے۔

۲. حق کے عمومی فائدے یا انفرادی فائدے کے نقطہ نظر کے لحاظ سے (حق اللہ اور حق العبد)۔

۳. فرد کی حق کو چھوڑ دینے کی صلاحیت یا نااہلیت کے لحاظ سے۔

۴. حق کے عقلی ہونے کی بنیادی مطلب یا رسم اطاعت کے معاملے کے لحاظ سے۔

۵. ہر حق جس میں انفرادی اور اللہ دونوں کے حقوق شامل ہونے کے لحاظ سے۔

۶. عبادت کرنے یا انسانی طرز عمل سے متعلق حق لے لحاظ سے۔

۷. حق کے مکمل یا نامکمل ہونے کے لحاظ سے۔

۸. دعوی کے محدود یا لا محدود ہونے کے بنیادی حق کے لحاظ سے۔

۹. حق کے متعین یا غیر متعین ہونے کے لحاظ سے۔

۱۰. حق کے قابل انتخاب ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے۔

۱۱. حق کے اشتراکی یا عالمگیر ہونے کے لحاظ سے۔

۱۲. وراثت کی وجہ سے حق کے ہونے یا نا ہونے کے لحاظ سے۔

۱۳. حق کے مالی یا غیر مالی ہونے کے لحاظ سے۔

۱۴. حق کے جوازی یا اخلاقی ہونے کے لحاظ سے۔

۱۵. حق کے دنیاوی یا آخروی ہونے کے لحاظ سے۔

فخر الاسلام البزدوی کے مطابق، ان درجہ بندیوں کا ماخذ یا تو حق کے مالک کی رائے سے، یا جس سے دعوی کیا جاتا ہے اس کی رائے سے، یا یہ استحقاق کے مفعول کی روشنی میں ہے یا جس چیز سے متعلق یہ حق ہے۔[6]

اس تحقیق میں ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان تمام درجہ بندیوں کے ساتھ نمٹا جائے۔ اس وجہ سے ہم نہ صرف ان درجہ بندیوں کو پیش کریں گے جو کہ نہ صرف اس تحقیق کیلئے بلکہ یہ درجہ بندیوں کے اندر عمومی طور پر اہم ہیں۔ اس طرح کی پہلی درجہ بندی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان ہے۔ دوسری حق کو ضائع کرنے اور حق کی منتقلی پر مبنی ہے۔ ان درجہ بندیوں کی وضاحت کے بعد ہم اس طرف جائیں گے کہ مولانا تقی عثمانی کیا کہتے ہیں۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں درجہ بندی

اسلامی قانون میں جو حقوق کی پہلی درجہ بندی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ہے۔ یہ عام اور خاص فوائد کی بنیاد پر ایک تقسیم ہے۔ یہ درجہ بندی حنفی فقہاء کے ہاں زیادہ مقبول ہے اور البزدوی، السرخسی اور صدر الشریعہ نے تفصیل سے بحث کی ہے۔[7] اس درجہ بندی میں، احکام کو قانونی اثرات یا حقوق میں سے چار اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: خالص اللہ کے حقوق؛ بندوں کے حقوق؛ حقوق کی دو اقسام کا ایک مرکب جس میں اللہ کا حق غالب ہے؛ دو اقسام کا مرکب جہاں انفرادی حق غالب ہے۔[8] ان کو مزید درجہ ذیل میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱. اللہ کے حق کی آٹھ اقسام
   - خالص عبادات: اللہ پر یقین یا ایمان؛ نماز؛ زکوۃ؛ روزہ؛ حج؛ جہاد۔
   - خالص سزائیں: حدود سزائیں۔
   - نامکمل سزائیں: قتل کی صورت میں وراثت سے محرومی جہاں قاتل مقتول کا وراث نہیں ہو سکتا۔
   - وہ جو عبادات اور سزا کا مرکب ہیں: کفارات۔
   - ایک مالی بوجھ کے ساتھ عبادات: صدقۃ الفطر کی رمضان کے بعد آنے والی عید سے پہلے ادائیگی۔
   - عبادات کی نوعیت کے اعتبار سے مالی ذمہ داری: عشر (زمین کی پیداوار پر دس فیصد چارج)۔
   - سزا کی صورت میں مالیاتی ذمہ داری: خراج، ٹیکس۔
   - آزادنہ اقسام: ابتدائی اصول؛ اصولوں پر اضافے؛ اور جو ابتدائی اصولوں کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کی مثالیں مویشی، معدنیات اور خزانے کا کھوج لگانے والوں پر خمس ہیں۔

۲. وہ جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد اکھٹے آتے ہیں، لیکن اللہ کا حق غالب ہے: حد قذف۔

۳. وہ جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد اکھٹے آتے ہیں البتہ، فرد کا حق غالب ہے: قصاص یا جسمانی چوٹوں کیلئے تلافی۔

۴. آخری درجہ فرد کے حق کا ہے۔اس درجے میں تقریباسب کچھ شامل ہے جواوپر میں شامل نہیں اور حساب سے باہر ہیں۔یہ وہ درجہ ہے جو ملکیت حقوق دانش کی بحث کیلئے سب سے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ تمام املاک دانش فرد کے حق کے اندر آتی ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کچھ فقہاء جیسے الشاطبیؒ نے واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر حق میں اللہ کے حق کاایک جزء شامل ہوتاہے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی حکم اللہ کے حق سے آزاد نہیں ہے،اسی طرح،افراد کے حقوق بھی اللہ کے حق پر مشتمل ہے۔[9] اسی طرح،وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ہر حق میں فرد کے حق کاایک جزءہے۔[10]

حقوق کی درجہ بندی جن کو ترک اور منتقل کیاجاسکتاہے اور جن کو ترک اور منتقل نہیں کیاجاسکتا۔

ایک حق کی منتقلی یاانصراف معاوضے کے ساتھ یامعاوضے کے بغیر ہوسکتاہے۔منتقلی جائیداد کی معاوضے کے ساتھ فروخت ہوسکتی ہے یایہ ایک تحفے کی صورت میں معاوضے کے بغیر ہوسکتی ہے۔خلع اور معافی کی صورت میں انصراف ایک قیمت کیلئے ہوسکتاہے یااس کی قیمت کے بغیر ہوسکتاہے۔

منتقلی اور انصراف فقہاء کی جانب سے وسیع تر تناظر میں اللہ کا حق اور انفرادی حق کے طور پر دیکھا جاسکتاہے۔اس مقصد کیلئے اللہ کے حق کا تصور کسی حد تک پھیلایاجاتاہے اور اس کیلئے فرد کے حق کی ایسی صورتیں شامل کی جاتی ہیں جن کو شریعت یانصوص نے واضح طور پر مقرر کیاہے۔فرد کا حق اس کے مختلف اجزاء میں تقسیم اور تجزیہ کیاجاسکتاہے۔ہم بعد میں دیکھیں گے کہ یہ وہ درجہ بندی ہے جس کو جسٹس تقی عثمانی نے اپنے تجزیے کیلئے اختیار کیاہے،اگرچہ وہ کسی حد تک اصطلاحات کو شرعی حقوق اور عرفی حقوق تک تبدیل کرتاہے۔[11] اب ہم اس کی درجہ بندی کی وضاحت کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اللہ کے حق کاانصراف اور شریعت کی طرف سے صریح حقوق

عام اصول یہ ہے کہ جو اللہ کے حقوق میں آیا نماز اور زکوۃ کی عبادت ہیں یاحدود کی طرح سزائیں ہیں یاکفارات کی طرح سزااور عبادت کے درمیان گھومتے (vacillating) ہیں ایک فرد کی طرف سے معطل نہیں کیاجاسکتا، کیونکہ حقیقت میں یہ فرد کا حق نہیں ہے۔اس کے ساتھ ذاتی حقوق کو شامل کیاجاتاہے جو کہ خاص طور پر شریعت نے عطاء کئے ہیں جیساکہ بچے کے اوپر ولی کاحق،والدیت اور زچگی(motherhood) کے ساتھ منسلک حقوق،بچے کااپنے والدین اور نسب کاحق۔یہ بھی انصراف قبول نہیں کرتے،یہ کہ فرد کو ان حقوق کو ترک کرنے کاحق حاصل نہیں ہے۔[12] اس طرح،اگرایک پوری کمیونٹی نماز کو چھوڑدیتی ہے، تواس کے خلاف فوجی کاروائی کی جاسکتی ہے۔اس کااطلاق ان پر بھی ہوتاہے جو زکوۃ کی ادائیگی جھٹلاتے ہیں ہیں۔اسی طرح، حدود کی معافی کیلئے التجا کی اجازت نہیں ہے: "کیاآپ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کی گئی حد میں سفارش کرتے ہیں۔"[13] ایسی صورتیں جہاں اللہ کا حق اور افراد کے حق مل رہے ہیں، جیساکہ قذف کی صورت میں،

جہاں فرد کا حق غالب ہے، شافعی اور حنبلی کی طرف سے اس کی اجازت ہے کہ مظلوم اس کا الزام واپس لے لے۔ احناف اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ تعزیری جرائم کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ حنفی فقہاء فرد کے حق کے طور پر ان کی درجہ بندی کرتے ہیں۔

ایسی صورتیں جہاں کچھ حقوق شریعت کے واضح احکام کے ساتھ انسان کے فائدے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں، انسان کیلئے ان حقوق کو چھوڑنے کا حق نہیں ہے۔ اس زمرے میں ایک مثال بچے پر باپ کی ولایت ہے؛ باپ کی طرف سے اس کو معطل نہیں کیا جاسکتا۔[14] ایک عورت کیلئے عدت میں اقامت کا حق معطل یا چھوڑ نہیں جاسکتا۔ شوہر یا دوسرے رشتہ دار کو گھر سے بے دخل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ معائنے کا اختیار (خیار الروایہ) ایک اور مثال ہے۔[15] یہ ایک روایت سے مقرر کیا گیا ہے: "جو کوئی چیز خرید تا ہے اس نے اس کو دیکھا نہیں جب وہ اس کو دیکھتا ہے اس کے پاس اختیار ہے۔"[16] یہاں معاہدہ کرنے والے فریقین کی طرف سے اس حق کو مقرر نہیں کیا گیا، بلکہ نص سے مقرر کیا گیا ہے۔ اس طرح، یہ حق نہ تو ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس اصول کا اطلاق ایسی تمام صورتوں پر ہوتا ہے جہاں اللہ کا حق پایا جائے اور شریعت نے اس معاملے کو واضح طور پر مقرر کیا ہو۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ حق کے غیر موجود ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس بات کی بھی اجازت نہیں کہ کوئی counter-value لے یا دستبرداری کے بدلے میں معاوضہ لے۔ اور نہ ہی یہ حقوق تصفیے کی بنیاد پر منسوخ کئے جاسکتے ہیں۔ جب حق ختم یا چھوڑ دیا جائے، یہ خود شریعت ہے جو نقصان اور مشکلات میں مدد فراہم کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ حقوق خود شارع کی طرف سے دستبرداری قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ، جہاں شارع نے مشکلات کا اعتراف کیا ہے عبادات کے بہت سے افعال سے گریز کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح، حدود شبہ کی بنیاد پر ساقط ہو جاتی ہیں۔[17] منظور کیا گیا استثناء رخصہ کہلاتا ہے، سب سے زیادہ معروف مثالوں کے ساتھ سفر کے دوران نماز میں تخفیف ہونے کی وجہ سے اور ممنوع اشیاء کا اکراہ میں استعمال۔

۲۔ا۔۵۔۵ انسان کے حقوق کی دستبرداری

انسان کا حق ختم ہونے اور انصراف کے لحاظ سے عین (منقولہ جائیداد)، منافع، قرض، مطلق حقوق جو نہ منقولہ جائیداد، فوائد اور قرض ہیں پر تقسیم ہوتے ہیں۔[18] اصول یہ ہے کہ کسی چیز کے مالک کو اس کے حق چھوڑنے سے نہیں روکا جاسکتا اگر وہ اپنی جائیداد میں درست طریقے سے لین دین کا معاملہ کر سکتا ہے یہ کہ ممانعت کے ذریعے باز نہیں رکھا گیا جہاں معاملہ جائز ہے اور کسی دوسرے شخص کا حق اس سے منسلک نہیں ہے۔[19]

اس اصول کا ان حقوق کی مختلف اقسام پر غور کر کے درج ذیل طور پر تجزیہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ **عین (منقولہ جائیداد)** عین ایسی چیز ہے جس کو جسمانی طور پر قبضے میں لیا جاسکے اور ہمیشہ تعین کے قابل ہے۔ اس میں بہت ساری چیزیں جیسے کپڑے، رئیل اسٹیٹ، زمین، گھر، جانور اور تمام چیزیں جو پیائش اور وزن کی جاسکتی

ہیں شامل ہیں۔[20] مذکورہ جائیداد کے مالک کو یہ حق ہے کہ وہ اس کو جس طرح چاہے ایک درست معاہدے یا تحفے کے ذریعے منتقل کرنے کے ساتھ تصرف کرے۔ ایسی جائیداد میں حق کے ختم ہونے کے حوالے سے، فقہاء کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص کہتا ہے "میں نے فلاں کے حق میں اس گھر میں اپنا حق ختم کیا،" جہاں وہ اپنی ملکیت کے حق کے ختم ہونے اور ایک دوسرے شخص کے حق کے قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے بعد، یہ بالکل باطل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عین اسقاط قبول نہیں کرتا۔ یہ عام اصول ہے، تاہم، مستثنیات موجود ہیں۔ مثلاً ایک غلام کی آزادی، مالک کے حق کا ختم ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے اور اسی طرح وقف۔[21]

۲. **قرض (دین)** قرض ختم ہو سکتا ہے اور اس کے بدلے میں معاوضہ لیا جا سکتا ہے۔ فقہاء کے اتفاق سے، آیا کہ قرض ایک قیمت، یا دعویٰ ایک ایک زخم کے تاوان سے پیدا ہوا ہے۔ قرض مکمل طور پر یا جزوی طور پر چھوڑا جا سکتا ہے۔[22] القرافی دستبرداری کیلئے معاوضے کو تصفیے کے ذریعے اسقاط سمجھتے ہیں۔

۳. **فوائد (منفعہ)** فوائد سے بھی دستبردار ہوا جا سکتا ہے آیا کہ وہ شخص جو اس کو چھوڑ رہا ہے وہ اس جائیداد کا مالک ہے یا محض اس کے فوائد کا مالک ہے۔[23] معاوضے کے عوض دستبرداری کیلئے، مسالک کی اکثریت، منفعہ کے خصوصی حق اور احاطے کے محدود استعمال کی اجازت کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ موخر الذکر کا تعلق مدرسہ یا مسجد یا مارکیٹ میں ہونے کی اجازت سے متعلق ہے۔ پہلے سے مراد جائیداد جس کو کرائے پر دیا جا سکتا ہو یا ایک ایسی چیز جس کو قرض کے ذریعے دیا جائے۔[24] جہاں شخص رقبہ اور منفعہ کا مالک ہو وہاں حنفی معاوضے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ کہ جب وہ اکیلا جائیداد کا مالک ہو۔[25]

۴. **مطلق حقوق۔** جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، یہ ایسے حقوق ہیں جو نہ تو عین نہ دین اور نہ ہی قرض کے زمرے میں آتے ہیں۔ شفعہ کا حق، معاہدوں میں خیارات، ازدواجی حقوق کے اشتراک میں ایک بیوی کا حق، قصاص کا حق، التوا (اجل) کی مدت کا حق اور اسی طرح دوسرے حقوق۔ احناف کے نزدیک مذکورہ حق کیلئے معاوضہ لینے کا اصول یہ ہے کہ کسی بھی حق کا معاوضہ اس وقت تک نہیں دیا جائے گا جب تک یہ کسی جائیداد سے منسلک نہیں ہے۔ فقہاء کے اتفاق کے ذریعے، دستبرداری کیلئے جہاں حق کسی دوسرے شخص کے متعلق ہو اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا، جیسا کہ دیوالیہ پن کی وجہ سے ایک مجبور شخص کے معاملے میں۔

شرعی اور عرفی میں درجہ بندی

ہماری طرف سے ذکر کی گئی سابقہ درجہ بندی کو حقیقت میں جسٹس تقی عثمانی نے اپنایا ہے، کہ حقوق کی منتقلی اور ختم ہونے کی بنیاد پر۔ بحر حال، حنفی فقہاء کی تحریروں سے que لیتے ہوئے وہ سرخیوں کو حقوق الشرعیہ اور حقوق العرفیہ میں تبدیل کرتے ہیں۔

مقررہ قیمت پر بحث کے دوران اختلاف ابن عابدین کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔[26] مختصراً، تفصیلات درج ذیل ہیں:

۱. **الحقوق الشرعیہ:** یہ وہ حقوق ہیں جو شارع نے (واضح) طور پر قائم کئے ہیں، اور قیاس کا ایسے حقوق کو قائم کرنے میں کوئی کردار نہیں ہے۔ یہ دو اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں:

a. حقوق جو بنیادی طور پر انسان کے فائدے کیلئے، بلکہ اس کو نقصان سے بچانے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کی مثال حق شفعہ ہے۔ یہ حق (معاہدہ کرنے والے دو فریقوں کے علاوہ) ایک تیسرے فریق کو نقصان سے بچانے کیلئے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، جہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، عورت کا مشترکہ ازدواجی حقوق کا حق ہے۔ یہ حق عورت کو نقصان سے بچانے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ ایسے حقوق کیلئے اصول یہ ہے کہ وہ دولت کے ذریعے اور نہ ہی تصفیے کے ذریعے منتقل کئے جا سکتے ہیں۔ وہ دولت کے ذریعے ترک نہیں کئے جا سکتے۔[27]

b. حقوق جو بنیادی طور پر انسان کے فائدے کیلئے قائم کئے گئے ہیں اور نہ محض اس کو نقصان سے بچانے کیلئے۔ یہ قصاص، شوہر کے اپنی بیوی پر ازدواجی حقوق، وراثت کا حق اور اسی طرح کے دوسرے حقوق کی طرح ہیں۔ ان حقوق کیلئے اصول یہ ہے کہ یہ حقوق دوسرے کو معاوضے کے بدلے میں منتقل نہیں کئے جا سکتے۔ جیسا کہ حق کو بیچنا تاکہ خریدار بیچنے والے کی طرح حق سے لطف اندوز ہو سکے۔ تاہم، مالک تصفیے کے بدلے میں دولت کے عوض ایسے حقوق چھوڑ سکتا ہے۔ اس لحاظ سے، مالک اپنا حق کھو دیتا ہے، لیکن حق کسی دوسرے کو منتقل نہیں کیا جاتا۔[28]

۲. **الحقوق العرفیہ:** تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ ہم ان حقوق کو عرفیہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ یہ مالک کیلئے عرف کے حکم اور عادت کے ذریعے قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ قانونی حقوق ہیں اس کے بقدر جس حد تک رسم و رواج اور عادت کی وجہ سے اسلامی شریعت نے ان کو مانا ہے، لیکن ان حقوق کا بنیادی ذریعہ عرف ہے نہ کہ شریعت۔ حق المرور، پینے اور آبپاشی کیلئے پانی کے حق کی طرح ہیں۔[29] یہ اصول کئی اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں؛

الف۔ جائیداد سے فائدہ اٹھانے کے ذریعے حقوق: یہ مادی چیزوں سے فائدہ اٹھانے کے ذریعے دستیاب حقوق ہیں۔ حنفی فقہاء نے ان حقوق کو حقوق مجردہ (خالص حقوق) قرار دیا ہے۔ بعض فقہاء نے مطلق لحاظ سے ان کی فروخت کی اجازت دی ہے؛ دوسروں نے اس کو بالکل ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ تیسرے گروہ نے کچھ حقوق کیلئے اس کو مباح اور دوسرے (حقوق) کیلئے ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ حقوق حق المرور، پانی تک رسائی کا حق، جائیداد کے ذریعے پانی کے بہاؤ، پڑوسی کی دیوار پر شہتیر رکھنے، دوسرے کی نچلی عمارت پر اوپری سطح کی تعمیر کے حق کی طرح ہیں۔ احناف کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ محض حقوق ہیں اور ان کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔[30] عمومی طور پر اکثریت مسالک کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان حقوق کو بیچنے کی

اجازت ہے۔[31] دوسروں کے درمیان، اہم فرق یہ ہے کہ احناف کے مطابق، ان میں بہت سارے حقوق جائیداد کے ساتھ منسلک ہیں اور جائیداد کے ساتھ جاتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک، یہ خود مختار وجود کے فوائد ہیں اور فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ تقی عثمانی ایک موجودہ فقیہ اتاسی کو جو مجلہ پر شارع ہیں نقل کرتے ہوئے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان حقوق کو بعض صورتوں میں بیچا اور چھوڑا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ بالائی منزل تعمیر کرنے کا حق چھوڑنے کی صورت میں۔

ب۔ حقوق کی دوسری اقسام: پھر تقی عثمانی عرفی درجے میں حقوق کی دوسری اقسام شامل کرتے ہیں۔ یہ ابتداء قبضے کا حق؛ بنجر زمین کی بحالی؛ معاہدہ کرنے کا حق؛ دفتر چھوڑنے اور احاطے خالی کرنے (اس کو پگڑی بھی کہا جاتا ہے) کے حق ہیں۔[32]

درجہ بندی سے ماخوذ اصول

حقوق کی طویل بحث کے بعد جس میں اس نے تمام مسالک کے بہت سارے فقہاء کا حوالہ دیا ہے پھر جسٹس تقی عثمانی اصول اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصول بہت مختصر اطور پر ذیل میں ذکر کئے جارہے ہیں:

۱) فرد کے تحفظ کیلئے نقصان سے بچنے کیلئے شریعت کی طرف سے مقرر کئے گئے حقوق اور نہ کہ بنیادی طور پر اس کے فائدے کیلئے کسی بھی صورت میں معاوضے کے ذریعے، اور نہ ہی فروخت اور تصفیے کے ذریعے منتقل کیا جاسکتا ہے۔ یہ شفعہ کے حق کی طرح ہیں۔

۲) متوقع حقوق جو اس وقت مقرر نہیں ہیں۔ تعین کے ذریعے بعد میں حاصل ہوں گے کسی بھی صورت میں معاوضے کے ذریعے منتقل نہیں کئے جاسکتے۔ یہ وراثت کے حقوق اس شخص کی زندگی کے دوران جس سے ایک شخص وارث ہوگا کی طرح ہیں۔

۳) شرعی حقوق جو فرد کے فائدے کیلئے شروع سے قائم کئے گئے ہیں، لیکن وہ منتقلی قبول نہیں کرتے، فروخت کے ذریعے معاوضے کیلئے بیچا نہیں جاسکتا، تاہم وہ دولت کے بدلے میں تصفیے کے ذریعے چھوڑے نہیں جاسکتے۔ اس کی مثال قصاص کا دعوی کرنے کا حق ہے اور شوہر کا خلع کے ذریعے ازدواجی حقوق کا حق۔

۴) عرفی حقوق جو مادی جائیداد (عین) سے پیدا ہونے والے مستقل فوائد کی بنیاد پر قائم ہیں، جیسا کہ حق المرور شافعیہ اور حنابلہ کے مطابق بغیر کسی پابندی کے بیچا جاسکتا ہے اور یہ کچھ مالکیہ کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ متاخر احناف کے مطابق، جب تک یہ حقوق مادی جائیداد سے منسلک ہیں، وہ قانونی طور پر دولت ہیں اور ان کو بیچا اور خریدا جاسکتا ہے، جیسا کہ حق المرور، شرط یہ ہے کہ بیچنے کیلئے عذر اور بے یقینی جیسی دیگر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ان کے مطابق بیچنے کیلئے بالائی منزل کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ یہ ایک مستحکم مادی جائیداد کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔ تاہم، یہ اتاسی کے مطابق دولت کیلئے حق چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۵) عرف (رسم ورواج) دولت سے متعلق حقوق کے قیام میں اپنا کردار ادا کرتا ہے کیونکہ مالی قدر کا انحصار اس پر ہوتا ہے جس کو لوگ قابل قدر سمجھتے ہیں۔ وہ اس بیان کا بوجھ ابن عابدین پر ڈالتے ہیں۔

۶) احناف کے نزدیک، ترجیحی نقطہ نظر، دفتر چھوڑنے سے متعلق یہ ہے کہ اگرچہ یہ حق بیچا نہیں جاسکتا، یہ دولت کے بدلے میں چھوڑا جاسکتا ہے۔

اصولوں کا تجزیہ اور متعلقہ درجہ بندی کو آسان بنانا

جسٹس تقی عثمانی کی طرف سے اخذ کردہ اصول اور اس کی طرف سے حقوق املاک دانش کے حقوق کا تجزیہ کرنے کیلئے ترتیب میں چند ملاحظات ہیں۔ اس کے بعد ہم درجہ بندی کو آسان بنانے کی کوشش کریں گے۔

اصولوں اور درجہ بندی کے بارے میں ملاحظات

ملاحظات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ شرعی اور عرفی میں درجہ بندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر اپنائی گئی ہے اس خیال کو بیان کرنے کیلئے کہ عرفی کی درجہ بندی کم یا زیادہ ایک آزادنہ موضوع ہے جس میں انسانی خواہشات اور طرز عمل نسبتاً آسانی سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، اگر دانشورانہ املاک کے حقوق کا معائنہ کیا جائے، وہ ایک بڑا مسئلہ پیدا نہیں کریں گے کہ وہ عرفی درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارا ملاحظہ یہ ہے کہ تمام چیزیں شرعی ہیں آیا کہ یہ براہ راست نص (متن) پر مبنی ہے یا قیاس یا دیگر عقلی اصولوں کی بنیاد پر توسیع کے ذریعے بالواسطہ طور پر قائم ہے۔

۲۔ عرف جس پر ہم عمل کرتے ہیں قانونی ہونے کا لائسنس عطا نہیں کرتا، کیونکہ کوئی بھی متن اس کو براہ راست ممنوع قرار نہیں دیتا۔ مغربی قانون میں بھی رسم ورواج ایک آزادنہ ماخذ نہیں ہے اس کو عدالتوں کے معائنے سے گزرنا پڑتا ہے۔ عدالتیں دیگر قانون اور شرائط کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرتی ہیں اور پھر اس کو ایک درست رسم ورواج قرار دیتی ہیں جو اصول کیلئے بنیاد فراہم کرتی ہیں، اسلامی قانون میں، بہت ساری چیزوں کو جائز قرار دیا گیا ہے جب ان کی بنیاد رسم ورواج یا عادت ہے، لیکن ان کو اسلامی قانون کے اصولوں سے چھلنی سے گزرنا پڑتا ہے آیا کہ یہ اصول متن میں براہ راست بیان کئے گئے ہیں یا قانون میں مقرر کردہ مختلف صورتوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو امام غزالی جیسے فقہاء نے شریعت کے تصرفات کہا ہے۔

۳۔ لہذا، جو چیز بھی انسانوں کی طرف سے قابل قدر قرار دی جاتی ہے اس کا احترام کیا جائے گا لیکن اس کی شریعہ کے تمام اصولوں کی روشنی میں جانچ پڑتال کی جائے گی جن کی وضاحت کیلئے فقہاء نے صدیاں گزاری ہیں۔ چنانچہ، اگر ابن عابدین کہہ رہے ہیں کہ ایک چیز قابل قدر ہے جب انسان اس کو جائز سمجھتے ہیں، یہ محض ایک حقیقت کا بیان

ہے۔ واضح طور پر اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی چیز جس کو انسان قابل قدر سمجھتا ہے اس کو شریعت کی نظر میں اپنے آپ جائز اور قابل قدر قرار دیا جائے گا۔

۴۔ مثلاً، ہم اتاسی کی رائے کو نقل کر سکتے ہیں جس پر جسٹس تقی عثمانی نے انحصار کیا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ مال کے بدلے میں بالائی منزل پر تعمیر کا حق چھوڑنا جائز ہونا چاہیئے۔ اتاسی کی طرف سے پیش کردہ دلیل یہ ہے کہ اگر اس کی اجازت نہ دی جائے "یہ اس شخص کیلئے نقصان دے ہوگا جس کو بالائی منزل تعمیر کرنے کا حق ہے۔" اگر ہم پچھلے سکیشن میں درج کردہ پہلے اصول کو ملاحظہ کریں کہ شریعہ نے مقرر کیا ہے کہ جہاں مالک کو نقصان سے بچانے کیلئے حق کا تعین کیا گیا ہے اس کو بیچا اور چھوڑا نہیں جاسکتا، یہ ایک بنیادی حق ہونا چاہیئے۔ مزید اتاسی امام السرخسی کی طرف سے پیش کردہ دلیل کا جواب نہیں دیتے کہ اس میں غرر شامل ہے۔ ہم اس میں اضافہ کر سکتے ہیں کہ یہاں کسی دوسرے شخص کا حق بھی اس سے منسلک ہے اور یہ اس شخص کا حق ہے جو نچلی منزل کا مالک ہے۔

۵۔ اخیراً، درجہ بندی کچھ حد تک نامکمل ہے کیونکہ یہ عین اور منفعہ سے متعلق ملکیت کے حقوق کی درجہ بندی کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

یہ کہنے کے باوجود بھی اس بات کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ جسٹس تقی عثمانی کی جانب سے اسلامی قانون کیلئے دانشورانہ املاک کے حقوق کو جواز دینے کیلئے شاید یہی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ اس کے والد مفتی شفیع نے اس بارے میں مختلف نظریہ پیش کیا اور دانشورانہ ملکیت کی فروخت کی اجازت نہیں دی۔ وفاقی شرعی عدالت کی ایک اور کوشش تھوڑی سے غیر معمولی ہے۔

ایک سادہ درجہ بندی

اب ہم درجہ بندی کو آسان بنانے کی کوشش کریں گے۔ مندرجہ بالا درجہ بندی میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا حق کو فروخت کے ذریعے یا تصفیے کے ذریعے یا اس کے علاوہ منتقل کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں حقوق کو جس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں:

ا۔ مکمل طور پر قابل انتقال

یہ حقوق عام طور پر جائز مادی ملکیت اور ان سے پیدا ہونے والے فوائد سے منسلک ہیں۔ عام فروخت کے معاہدے اور کرائے کے معاہدے اس کا احاطہ کرتے ہیں۔ جہاں کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، یہ حقوق تحفے، وصیت، اور اسی طرح عرفی چیزوں کے ذریعے منتقل کیئے جاتے ہیں۔

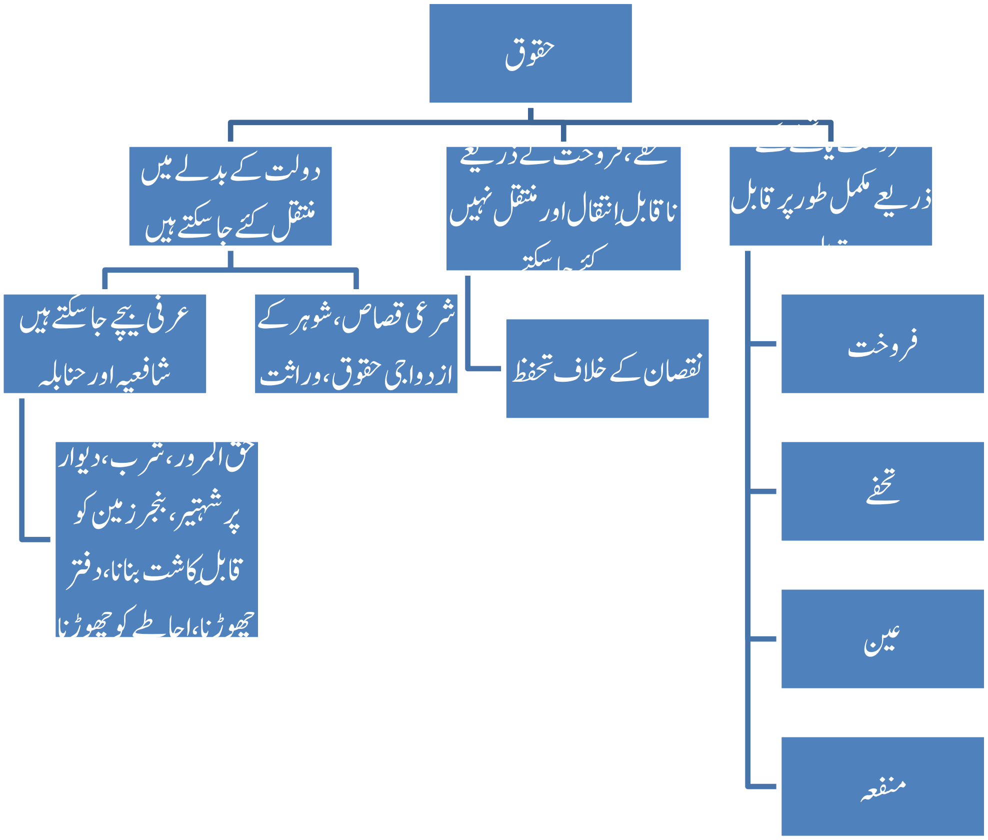

۱. حقوق جو نہ منتقل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی چھوڑے جا سکتے ہیں:

یہ اوپر شرعی حقوق کے طور پر بیان کئے گئے ہیں جو انسان کیلئے نقصان سے بچنے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ مثالیں حق شفعہ، بیوی کے مشترکہ ازدواجی حقوق، حضانہ (بچے کی کفالت) اور ولایہ ہیں۔

۲. شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حقوق معاہدے کے ذریعے چھوڑے اور بیچے جا سکتے ہیں:

یہ ایسے حقوق ہیں جو مادی ملکیت سے منسلک ہیں اور احناف کے نزدیک خالص حقوق کہلاتے ہیں۔ یہ دولت کے بدلے میں چھوڑے جا سکتے ہیں۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ حقوق بیچے بھی جا سکتے ہیں۔ اہم نقطہ جو قابل غور ہے ماسوائے دفتر چھوڑنے کے، یہ تمام حقوق کسی مادی ملکیت سے منسلک ہیں۔ مثالوں کیلئے گذشتہ سیکشن دیکھئے۔

عربون اور خالص حقوق کی فروخت

اوپر ذکر کردہ بحث میں ہم اس کا اضافہ کر سکتے ہیں کہ بیع العربون کی حال ہی میں اسلامی فقہ اکیڈمی نے اجازت دی ہے۔ بیعانہ کے پیسے کی اجازت دینے کا مطلب ہے کہ خالص حقوق کی فروخت کی اجازت دینا۔ اصطلاحی مطلب یہ ہے کہ "اشیاء خریدی جاتی ہیں اور ایک مخصوص رقم بیچنے والے کو اس شرط پر دی جاتی ہے کہ اگر خریدار اشیاء (سامان) لیتا ہے تو رقم میں قیمت شامل کی جائے گی، لیکن اگر وہ اشیاء (مال) نہیں لیتا، تو رقم بیچنے والے کی ہے۔

تاہم، بیعانہ کی رقم کے ذریعے فروخت کی اجازت فقہاء کی اکثریت نے نہیں دی، جب تک کہ جمع شدہ رقم لوٹائی نہیں جاتی۔ یہ احناف، مالکیہ، شافعیہ اور یہاں تک کہ کچھ حنابلہ کا بھی نقطہ نظر ہے۔ ان کے مطابق یہ لین دین (معاملہ) باطل ہے۔ یہ ایک روایت پر مبنی ہے جس کے مطابق نبی ﷺ نے اس طرح کی فروخت کو منع فرمایا۔[33] ابن حجر نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم، یہ فقہاء کی طرف سے تیار کردہ مال کے نظام کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔ یہ کئی وجوہات کی بنا پر ناجائز ہے۔ پہلی، یہ دو اضافی شرائط کے ساتھ فروخت ہے: فروخت شدہ اشیاء کی واپسی اور بیچنے والے کو بیعانہ کی رقم کا عطا کرنا۔ یہ باطل کے ذریعے دولت کو غصب کرنا بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، بیچنے والے کیلئے معاوضے کے بغیر رقم کی فراہمی کی شرط ہے۔

حنبلی خبر واحد کی بنیاد پر اس کی اجازت دیتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس طرح کے لین دین (معاملے) پر اتفاق کیا، اس طرح احمد بن حنبل نے اسے برقرار رکھا۔ ان کی طرف سے جمہور کی طرف سے ذکر کردہ روایت کو ضعیف سمجھا جاتا ہے؛ تاہم، امام الشوکانی نے اس روایت کو ترجیح دی ہے جیسا کہ دیگر ذرائع سے اس کی تائید ہوتی ہے۔[34] اس کے باوجود، اسلامی فقہ اکیڈمی نے حنبلی رائے کو اپنایا ہے اور یہ حل کیا ہے کہ بیعانہ کے ذریعے فروخت کی اجازت ہے۔

اس طرح کے اصول اپنانے سے خالص حقوق کی ادائیگی کیلئے دروازے کھل جائیں گے، دیگر تجارتی لین دین کو متاثر کرنے کے علاوہ۔ یہ قدیم فقہاء کی طرف سے اپنائے گئے مال کے نظام کو ختم کرنے کا امکان ہے۔

ہم اس باب کو مندرجہ ذیل ملاحظات کے ساتھ ختم کر سکتے ہیں۔

۱. حقوق کے بارے میں عام بحث میں، آیا کہ یہ فقہاء کی طرف سے بحث ہے، یا تقی عثمانی کی طرف سے، یہ خالص حقوق (حقوق مجردہ) کی بحث ہے یہ دانشورانہ املاک کے حقوق کے بارے میں ہمارے مطالعے سے زیادہ متعلق ہے۔

۲. اس طرح کے خالص حقوق عام طور پر جائیداد سے منسلک ہوتے ہیں، جیسا کہ راستے اور پانی تک رسائی کا حق۔ دفتر چھوڑنے اور عربون جیسے معاملات استثناء ہو سکتے ہیں۔

۳. جدید ضروریات کے دباؤ کے تحت، عربون جیسے معاملات کو پہلے سے ہی قانونی سمجھا جاتا ہے۔

۴. اسقاط کے ذریعے اس طرح کے حقوق کو چھوڑنے یا ختم کرنے کا تصور دراصل ہماری مدد نہیں کرتا۔ ہم ان میں اس طرح کے حقوق کے غیر جانبدارانہ تصرف اور ان میں لین دین کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

۵. ایک اہم نقطہ اشیاء کے ساتھ قدر منسلک کرنے کا ہے۔ کچھ فقہاء کے نزدیک یہ لوگوں کے عمل کا معاملہ ہے۔ اس طرح، کیا ایک چیز کو تجارتی قدر تفویض کرنی چاہیئے لوگوں کے عمل کی روشنی میں جائزہ لینا چاہیئے۔

٦. لوگوں ہی کے عمل کی بنیاد پر چیزوں کو قدر منسلک کرنا، اگرچہ یہ اپنی مرضی کے مطابق یا روایتی عمل پر مبنی ہے، سوال کے بغیر قبول نہیں کیا جا سکتا؛ اسے شریعت کی روشنی میں Repugnancy ٹیسٹ سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس طرح کے قانونی تجزیے کا صرف نقصان اور ضرر جیسے دعوؤں کی بجائے مضبوط قانونی استدلال پر مبنی ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس طرح کے حقوق کے مسئلے کیلئے ایک بہت گہرے تجزیے کی ضرورت ہے، خصوصا اثرات کا سوال کا خالص حقوق کو مال قبول کر لینا فقہاء کی طرف سے تیار کردہ روایتی ڈھانچے پر پڑے گا۔ اس طرح کا تجزیہ موجودہ مطالعے کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] محمد تقی عثمانی، بیع الحقوق المجردہ، جلد 1، 125–72

See Muhammad Taqi Usmani, Bay,, al-Ḥuqūq al-Mujarradah, vol. 1, 72–125.

[2] لسان العرب، "حق" کے لفظ کے تحت۔

See Lisān al-,,Arab, s. v. " � aqq." See also al-Mi╖bā �together al-Mun┘r and Ta,,r┘fāt by al-Jurjān┘

[3] ابن قیم، علام الموقعین، جلد ۴ (بیروت، ۱۹۷۳)، جلد ۱، ۱۰۸۔

Ibn al-Qayyim, I,,lām al-Muwaqqa,,┘n, 4 vols. (Beirut, 1973), vol. 1, 108.

[4] الجرجانی، تعریفات (قاہرہ: ندارد)، "حق" کے لفظ کے تحت۔

See al-Jurjān┘ , Ta,,r┘ fāt (Cairo: n.p, n.d), s. v. " � aqq."

[5] ابن نجیم، البحر الرائق، جلد ٦، ۱۴۸۔

Ibn Nujaym, al-Ba� r al-Rā‟iq, vol. 6, 148.

[6] عبدالعزیزالبخاری، کشف الاسرار (بیروت: ندارد)، جلد ۳، ۱۵۷۔

Abd al-„Aziz al-Bukhār┘, Kashf al-Asrār (Beirut: n.p., n.d.), vol. 3, 157.

[7] السرخسی، اصول، جلد ۳، ۳۳۲؛ صدر الشریعہ، التوضیح، جلد ۲، ۷۲۹۔

Al-Sarakhs┘, Usūl, vol. 2, 332; sadr al-Shar „ah, al-Tawdiḥ, vol. 2, 729 passim.

[8] البخاری، کشف الاسرار، جلد ۴، ۱۳۵-۱۳۴۔

1See al-Bukhār┘, Kashf al-Asrār, vol. 4, 134–35.

[9] الشاطبّی، الموافقات، جلد ۲، ۳۱۷۔

Al-Shā t . ib┘, al-Muwāfaqāt, vol. 2, 317 passim

[10] ایضا۔

Ibid

[11] تقی عثمانی، حقوق المجردہ، 125–72۔

Taqi Usmani, Ḥuqūq Mujarradah, 72–125.

[12] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۷، 56-55؛ الشاطبّی، الموافقات، جلد ۲، ۳۷۶؛ القرافی، الفروق، جلد ۱، 41-140،

5Al-Kāsān┘, Badā‟i„ al-ṡanā‟i„„ vol. 7, 55-56; al-Shā t . ib┘, al-Muwāfaqāt, vol. 2, 376; al-Qarāf┘, al-Furūq, vol. 1, 140-41, 195.

In addition to these sources see al-Mawsū„ah al-Kuwaytiyyah, vol. 18, s.v. "ḥaqq," 21. In fact, we have relied on the excellent discussion in the Mawsū„ah for this presentation

[13] البخاری، صحیح، جلد ۱۲، ۸۷؛ مسلم، صحیح، جلد ۳، ۱۳۱۵۔

Al-Bukhār┘, Sahih vol. 12, 87; Muslim, Sahih vol. 3, 1315.

[14] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، ۱۵۲، جلد ۶، ۴۸۔

Al-Kāsāni, Badā‟i„ al-Sanā‟i„„ vol. 5, 152, vol. 6, 48

[15] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، ۲۹۲؛ المرغینانی، الھدایہ، جلد ۳، ۳۲۔

8al-Kāsān┘, Badā‟i„ al-Sanā‟i„„ vol. 5, 292; al-Marghanāni, al-Hidāyah, vol. 3, 32.

[16] اس کو دارالقطنی نے محفوظ کیا ہے، جلد ۳، ۵۔

It is recorded by al-Dār‟‟qut . ni, vol. 3, 5.

[17] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۷، ۶۱؛ القرافی، الفروق، جلد ۴، ۱۷۲۔

Al-Kāsān┘, Badā‟i„ al-ṡanā‟i„„ vol. 7, 55-56; al-Shā t . ib┘, al-Muwāfaqāt, vol. 2, 376; al-Qarāf┘, al-Furūq, vol. 1, 140-41, 195.

[18] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۶، 48–42۔

Al-Kāsān┘ , Badā"i„ al-śanā"i„„ vol. 7, 55-56; al-Shā t . ib┘ , al-Muwāfaqāt, vol. 2, 376; al-Qarāf┘ , al-Furūq, vol. 1, 140-41, 195.

19 ایضا،۴۶۳

Ibid

20 ایضا،۴۳۔

Ibid

21 ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ۳۵۲۔ **بعض فقہاء کے حقوق کی درجہ بندی کے مختلف طریقے ہیں، مثلا، ابن حاجب الحنبلی نے اپنی قواعد الفقیہ پر** کتاب میں حقوق کی ایک پنجگانہ درجہ بندی کو اختیار کیا ہے:

الف۔ ملکیت حاصل کرنے کا حق، جیسے مالک کا اپنے غلام کی اشیاء پر حق۔

ب۔ قبضہ حاصل کرنے کا حق، جیساکہ باپ کا اپنے بیٹے کے مال میں حق یا معاہدے میں فریق کا حق جب ترسیل واجب ہو۔

ج۔ فوائد کے استعمال کا حق، جیساکہ پڑوسی کا اپنے پڑوسی کی دیوار پر شہتیر رکھنا، یا ایسی زمین میں جو بیچ دی گئی ہو فیصلیں پکنا شروع نہیں ہوئیں۔

د۔ ملکیت کے بغیر فوائد کے استعمال کا حق، جیساکہ حق الارتفاق/حق المرور، عام شارئیں، اور بازار۔

ہ۔ جائیداد پر دعویٰ کا حق، جیسا رہن کی جائیداد، یا ایک مجرم کی جائیداد، یا میت کی جائیداد پر قرض دہندگان کا حق۔

22 الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، ۲۰۳، ۳۱۴؛ الدسوقی، حاشیہ، جلد ۲، ۲۲۰، ۳۱۰؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۵، ۲۲۔

Ibn Nujaym, al-Ashbāh wa-al-Nazeir, 352. Some jurists have different ways of classifying rights. For example, a five-fold classification of rights has been followed by Ibn Rajab al-Ḥanbali in his book on Qawā„id Fiqhiyyah: (a) The right to acquire ownership, as in the case of a master having right in his slaves goods.

(b) The right to acquire possession, like the right of a father in the wealth of his son, or the right of a party to a contract when delivery becomes due. (c) The right to utilize benefits, like a neighbour placing a beam on his neighbour"s wall, or crops that have not begun to ripen in land that is sold. (d) The right to utilisation of benefits without ownership, like easements and public roads and markets. (e) The right to make a claim on property, like mortgaged property, or the property of an offender, or the right of the creditors over the estate of the deceased. Ibn Rajab, al-Qawa„id al-Fiqhiyyah, rule 85

23 الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۷، ۲۲۷۔

Al-Kāsāni, Badā"i„ al-Sanā"i„„ vol. 5, 203, 314; al-DusūqI, Hāshiyah, vol. 2, 220, 310; Ibn Qudāmah, al-Mughni vol. 5,

24 القرافی، الفروق، قاعدہ نمبر ۳۰۔

See al-Qarāf┘ , al-Furūq, Qā„idah No. 30.

25 الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۶، 220–189؛ المرغینانی، الھدایہ، جلد ۴، ۲۵۳۔

Al-Kāsān, Badā"i,, al-Sanā"i,,, vol. 6, 189–220; al-Marghināni, al-Hidāyah, vol. 4, 253

26 وہ فرماتے ہیں: "یہ عارضی ہے یہ جمع کرنے کے ذریعے ہے۔ جیسے بکھری ہوئی گھاس اور شکار متقوم نہیں ہے۔ اور یہ استعمال کی اجازت کے ذریعے شرعی ہے۔" وہ فرماتے ہیں کہ درجہ بندی تلویح میں ہے۔ درجہ بندی امام السرخسی اور امام الکاسانی جیسے فقہاء کے متون میں بھی پائی جاتی ہے۔

He says: "It is „urfi and this is through gathering. The ungathered like hunt and grass is not mutaqawwam. And it is shar„i through permission of utilisation." He indicates that the classification is in Talwih. The classification is also found in texts of jurists like al-Sarakhs┘ and al-Kāsāni.

27 تقی عثمانی، حقوق مجردہ، ۷۷-۷۶۔

Taqi Usmani, huqūq Mujarradah, 76–77.

28 ایضا، ۸۰-۷۸۔

Ibid

29 ایضا، ۸۱-۸۰۔

Ibid

30 ایضا، ۸۱۔

31 ایضا۔

32 ایضا، ۱۱۵-۹۷۔

33 ابوداؤد، سنن، جلد ۳، ۷۸۶۔

See Abū Dāwūd, Sunan, vol. 3, 786.

34 الشوکانی، نیل الاوطار، جلد ۵، 55–154۔

Al-Shawkān┘, Nayl al-Awt . ār, vol. 5, 154–55.